اِس وقت اِسلام کی ٹکر مغربی تہذیب سے ہے

اِسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں

پردہ کا مضمون بار بار یاد دہانی کے لائق ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۵ ستمبر ۸۶ء النصرت مانٹریال کینیڈا

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما ؕ کی تلاوت کی اور فرمایا آج کے خطبہ کے لئے میں نے تربیتی مضمون چنا ہے اس آیت کریمہ سے بظاہر اس کا تعلق دکھائی نہیں دیتا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت امت محمدیہ کی تربیت سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

ٹورانٹو میں ایک مخلص خاتون نے پردہ کے بارہ میں سوال کیا تھا اس کے سوال میں طعن کا رنگ تھا۔ اس بچی کا سوال اس لائق ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ سوال یہ تھا کہ پردہ پر جو زور دیا جاتا ہے اس پر عمل یوں ہوتا ہے کہ مشن ہاؤس میں تو خواتین سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پردہ کا اونیٰ معیار پیدا کر رہی ہوتی ہیں لیکن جب باہر جاتی ہیں تو خوب بن ٹھن کر جاتی ہیں اور پردہ کا قطعاً خیال نہیں کرتیں!

میں نے کئی مرتبہ جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے لیکن مغربی دنیا میں خصوصیت سے یہ مضمون بار بار یاد دہانی کے لائق ہے۔ پردہ کے بارہ میں ہماری خواتین کے دو گروہ ہیں۔ ۱۔ جو پاکستانی طرز کے پردہ میں ملبوس برقعہ کی پابند ہیں ۲۔ جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارہ پر کھڑی ہیں جب نصیحت کی جاتی ہے وہ چادر لے لیتی ہیں۔ اور جب نصیحت میں ذرا دیر ہو جاتی ہے وہ چادر اتار لیتی ہیں۔ جس سائے میں وہ ہیں وہ حالات مختلف ہیں وہ باعتبار خیالات کا اظہار تو نہیں کرتیں لیکن ان کے دل مطمئن نہیں اور ان میں لوٹ جانے کا رجحان قائم رہتا ہے۔ پہلے گروہ کے دو حصے ہیں اوّل جو پردہ کی پابند ہیں اور دوسروں کے لئے دعا کرتی ہیں یہی ہیں جو سابقات کہلانے کی مستحق ہیں دوسرے وہ ہیں جو نادانی کے نتیجہ میں یا نیکی کے تکبر میں مبتلا ہو کر جماعت کی دیگر خواتین کے چرکے لگاتی ہیں اور وہ اپنی اس نیکی کو کہ وہ پردہ کر رہی ہیں اسلام پر ایک احسان سمجھتی ہیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نیکی کی توفیق بخشی ہے

تربیت میں نفرت اور غصہ کا کوئی کردار نہیں

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نیکی کے اعلیٰ مقام پر مرصع فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انی بعثت علیٰ مکارم الاخلاق میں چوٹی کے اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں۔ اخلاق ایک نسبتی چیز ہے اخلاق کا سفر ایک لامتناہی سفر ہے اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر ہر شخص بد اخلاق ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو

Ahmadiyya Movement In Islam, Inc.
P.O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

حقارت کی نظر سے دیکھتے تو وہ ہرگز ہرگز تربیت نہ کر سکتے۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ نے محبت اور پیار سے ہر فرد واحد کی تربیت کی اور ہر ایک پر رحمت کی نظر ڈالی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو بے جان چیزوں سے بھی محبت اور پیار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں درخت کے تنے کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھوڑی دیر کے بعد آپ دوبارہ درخت کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے درخت کے درد کو محسوس کیا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوری کی وجہ سے محسوس کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے تربیت کرنی ہے تو ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت کا طریق بھی سیکھنا ہو گا۔ تربیت میں نفرت اور غصہ کا کوئی کردار نہیں اور اس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں۔

حضور نے فرمایا میں دوبارہ پردہ کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ احمدی خواتین پر مغربی تہذیب میں بڑی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ نیکی دراصل وہی ہے جو باقی رہ جاتی ہے۔ باقیات الصالحات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جو لعقبا تنے کی اہلیت رکھتی ہو ایسی خواتین جو پردہ کی پابند تھیں جب ان پر سے دباؤ اٹھ گئے اگر ان کی پردہ کی پابندی والی نیکی قرآنی نیکی ہوتی ہے تو وہ باقی رہتی ہے اور ان سے کبھی بھی الگ نہ ہوتی۔ اس وقت اسلام کی ٹکر مغربی تہذیب سے ہے اسی لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی معاشرت اور اسلام کی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں

اسلامی تعلیم کے مطابق پردہ ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ پردہ کے لئے برقعہ ضروری نہیں برقعہ پردے کا ایک ذریعہ ہے اور ہم نے برقعہ کو پردہ بنا لیا تھا حالانکہ برقعہ بہت سخت پردہ ہے اس پردہ کی نسبت جس کا اسلام میں ذکر ہے۔ کئی جگہوں پر برقعہ پنجاب کے برقعے سے بھی زیادہ سخت شکل میں موجود ہے۔ احمدیت کا برقعہ دوسرے برقعوں سے نسبتاً آسان ہے ہم نے برقعہ کو پردہ بنایا ہوا ہے اس برقعہ کو چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے مذر اور بہانے نفس نے تراشے اور احساس کمتری کی بناء پر برقعہ کو الگ کر دیا یعنی پردہ چھوڑ دیا۔ دنیا کیا کہے گی کہ کتنی پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ یہ برقعہ پوش خواتین ہیں۔ اور شرمندگی سے اپنی گردن کو جھکا دیا اور پھر مغربیت کے اثر کے نیچے گردن جھکی ہی چلی گئی۔

دوسری خواتین جو ہیں وہ بہانے تلاش کرتی ہیں اور ضد کرتی ہیں کہ ثابت کرو کہ قرآن شریف میں برقعے کا کہاں ذکر ہے دراصل وہ برقعے سے آزاد ہونا چاہتی ہیں۔ برقعہ ضروری نہیں بے شک برقعہ چھوڑ دیں لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق پردہ کریں اور کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے۔ ہم اسی لئے بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ کم سے کم یہ پردہ ہے تم اس سے زیادہ پردہ کی کوشش کرو۔ میں کم سے کم پردہ کے لئے کیوں کہتا ہوں کہ اس کے پیچھے پردہ کی ساری روح قائم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پردہ کی روح بیان فرمائی ہے اس روح کی حفاظت کریں اور اس روح کو زخم نہ دیں۔

اولاد کی تربیت کے لئے دس گنا زیادہ محنت کی ضرورت ہے،

فرمایا۔ نیکی کی طرف جانے کا راستہ ایک UPHILL TASK ہے اور بدی کی طرف جانے کا راستہ نیچے جانے کا راستہ ہے اگر ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت پر دس گنا زیادہ محنت کریں تب ہی اولاد نیک رہ سکتی ہے اگر آپ نیکی کی طرف دس قدم جائیں گے تو اولاد ایک قدم آگے جائے گی۔ اگر آپ بدی کی طرف یعنی نیچے کی طرف ایک قدم جائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم نیچے جائے گی۔ آپ اس بنیادی اصول کو یاد رکھیں کہ جب آپ نیکی کی طرف دس قدم اٹھائیں گے تو اولاد صرف ایک قدم ہی آگے جائے گی سو لئے اس کے کہ آپ دس گنا زیادہ محنت کریں۔

جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ اس نے ساری دنیا کو فتح کرنا ہے ایسی قوم جس کا دعویٰ ہو کہ ساری دنیا کو فتح کرنا ہے جب اس قوم کے نمائندے غیر ممالک میں سفیر بنتے ہیں ان کو مؤثر ہونا چاہیئے اور دوسروں کو متاثر کرنا چاہیئے اگر وہ خود متاثر ہونا شروع کر دیا تو ہمارا رخ شکست کی طرف ہو جائے گا۔

آنحضرتؐ کو وہ مہر دی گئی ہے جو ساری قوموں پر اثر ڈالنے والی ہے۔

فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت خاتم النبیین میں خاتمیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس میں بہت مصالح ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا امت محمدیہ کی تربیت سے گہرا تعلق ہے حضور نے آیت خاتم النبیین کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلعم تم میں سے ایسے ویسے مردوں کے باپ نہیں بلکہ انبیاء کے بھی باپ ہیں اور انبیاء کی شکل تشکیل کرنے والے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے علماء کی تفسیر ناقص اور بے معنی ہے۔ مولانا مودودی کی تفسیر ہے کہ آنحضرت صلعم ایسی مہر ہیں جو لفافہ پر لگتی ہے اور اس میں سے اندر آنا اور جانا ناممکن ہو جاتا ہے اور اس طرح ہر طرح کی نبوت آنحضرت صلعم کی مہر نے بند کر دی ہے۔ جماعت احمدیہ کی تشریح اور تفسیر کے مطابق آنحضرت صلعم وہ مہر ہے جو تصویر بناتی ہے یاد رکھیں آنحضرت صلعم وہ خاتم الانبیاء ہیں کہ ان کا اثر ہر قوم اور ہر گروہ پر پڑنے والا ہے نہ کہ ان کی قوم اور امت پر دوسروں کا اثر پڑے ہم تو اس مہر کے قائل ہیں جو دوسروں پر اثر کرنے والی ہے تم کون سے مرد لئے پھرتے ہو جن کا محمدؐ باپ نہیں۔ محمدؐ وہ باپ ہیں جو سب کی اولادوں پر اثر ڈالنے والا ہے۔ تم آنحضرت صلعم کے مقام کو سمجھو اور غیروں سے اثر قبول کرنے والے نہ بنو۔ ساری قومیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے زیر نگیں آنے والی ہیں۔ اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں اس میں ہی آپ کا سکون مضمر ہے۔ پس پردہ ہو یا دیگر اخلاقی تقاضے ہوں یہی وہ میدان ہے جس میں آپ نے فتح حاصل کرنی ہے

محبت اور پیار سے نصیحت کرتے چلے جائیں

فرمایا آپ آنحضرت صلعم کی خاتمیت کی حفاظت کریں۔ حفاظت کا حق ادا کریں آنحضرتؐ کا کتنا پیارا کلام ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ ماؤں کے قدموں کے نیچے سے جنت حاصل ہو گی۔ محبت اور پیار سے نصیحت کرتے جائیں اسی طریق سے کامیابی حاصل ہو گی (انشاء اللہ)

دوستو! اک نظر خدا کے لئے
سیّدُالخلق مصطفیٰ کے لئے

ایک مسلمان کی شادی کا مقصد بہتر سے بہتر نسل پیدا کرنا ہے

مرد و عورت میں سے بہتر وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور متقی ہے

خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع تقریب رخصتانہ بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء محمود ہال۔ لندن

مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء بعد نماز عصر محمود ہال لندن میں مکرمہ آسیہ باجوہ صاحبہ (ہمشیرہ مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ انگلستان) کی تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی از راہ شفقت شرکت فرمائی۔ اور بچی کو اپنی دعاؤں سے رخصت فرمایا۔ دولہا مکرم مظفر احمد صاحب کلارک آف برمنگھم (انگریز احمدی مسلم) کی خصوصی درخواست پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص انگریز شرکاء کے لئے اسلام کے فلسفہ نکاح و شادی کے متعلق ایک لبصیرت افروز خطاب فرمایا جس کا اردو مفہوم شائع کیا جا رہا ہے۔

آیاتِ نکاح میں خوشیاں منانے کا کوئی ذکر نہیں

فرمایا یہاں پر موجود احباب میں سے اکثر ایسے ہیں جو پہلی دفعہ اسلامی تقریب نکاح میں شامل ہوئے ہیں امام صاحب (مسجد فضل لندن) نے نکاح پڑھاتے ہوئے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کی تھیں جو بہت اہم ہیں۔ میرا خیال تھا کہ وہ اپنے مختصر تعارفی بیان میں ان آیات کو نکاح کی تقریب میں پڑھنے کی وجہ اور ان آیات کی اہمیت بھی واضح کر دیں گے لیکن انہوں نے اسکے برعکس فیصلہ کیا۔ لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر ان آیاتِ قرآنی کا جو انتخاب کیا جاتا ہے اس کی وجوہات بیان کر دوں اور یہ بھی بتاؤں کہ ان آیات کے ذریعہ بنی نوع انسان کو کیا سبق دیا گیا ہے۔

فرمایا۔ یہ تین آیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے موقع کیلئے منتخب کی ہیں، یہ صرف آپ کا اپنا انتخاب ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی میں ان آیات کو اس خاص موقع کیلئے چنا گیا ہے۔

فرمایا۔ سب سے پہلی بات جو ان آیات سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ جاؤ، مزے اڑاؤ، کھاؤ پیو اور خوشیاں مناؤ۔ اس بات کا اشارۃً بھی کہیں ذکر نہیں حالانکہ شادی بیاہ کو عموماً خوشیاں منانے اور کھانے پینے سے متعلق ہی تصور کیا جاتا ہے۔

فضیلت کا سبب صرف تقویٰ قرار دیا گیا ہے

فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کی رسم میں کوئی عہد و پیمان نہیں باندھے گئے بلکہ صرف ایک رضامندی کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہم بخوشی ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں۔ یہاں پر مرد اور عورت دونوں کو برابر درجہ دیا گیا ہے اور یہ کہ دونوں کی حیثیت بحیثیت انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں برابر ہے۔ ایک دوسرے پر فوقیت دلانے والی چیز مرد کا مرد ہونا یا عورت کا عورت ہونا نہیں بلکہ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشی و ناراضگی کا زیادہ خیال رکھنے والا اور متقی ہے۔

ہر دو خاندانوں کو باہمی حسن سلوک کی تاکید

فرمایا تیسری بات جو اس میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب دو افراد رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں تو ان کا خاندان وسیع ہو جاتا ہے۔ بیوی کے رشتہ دار خاوند کے رشتہ دار بن جاتے ہیں اور خاوند کے رشتہ دار بیوی کے۔ اسطرح ان دونوں میاں بیوی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور اگر وہ ان ذمہ داریوں کو احسن طور پر پورا نہیں کریں گے اور ایک ہی خاندان کی طرح ایک دوسرے کے خاندان سے حسن سلوک نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ قابلِ مواخذہ ہوں گے۔

پہلی آیت میں تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرنے کی وجہ

فرمایا یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کیا ہے کیونکہ جہاں تک شادی کا تعلق ہے یہ تمام مذاہب کے لوگ کرتے ہیں اور ان کا شادیاں کا معاہدہ بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں درست ہے یہ نہیں کہ صرف ایمان لانے والے ہی کی شادی اللہ تعالیٰ کی نظر میں درست ہے۔ باقی کی نہیں لہٰذا پہلی آیت میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان کا تعلق تمام بنی نوع انسان سے ہے خواہ وہ کسی بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں۔

دوسری آیت میں صرف مومنوں کو خطاب کرنے کی وجہ

فرمایا دوسری آیت میں ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے ایک دوسرے کی ذمہ داریاں ادا کرنے اور ایک دوسرے کے خاندان سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے وہ عام انسانوں سے بالا ہو جاتے ہیں اسلئے یہاں ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلا کر زندگی بسر کرنے کیلئے کہا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ سیدھی اور صاف بات کیا کرو۔ بات کو توڑ موڑ کر پیش نہ کیا کرو اور اگر ایسی بات کروگے جو بظاہر کچھ دکھائی دے اور اس کا مطلب کچھ اور ہو تو پھر تم اپنی خانگی زندگی میں مسائل اور الجھنیں پیدا کر لو گے۔ لیکن اگر تم قرآن اور رسول کی تعلیمات پر عمل کرو گے تو خدا کی نگاہ میں عزت پاؤ گے اور خدا کے فرمانبردار بن کر اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہو۔

باقی بر صفحہ ۶

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے بلائی گئی ایک کانفرنس میں میئر صاحبان کی شرکت

امیر و مشنری انچارج مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی طرف سے قرآن مجید اور دوسرا اسلامی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

"جماعتِ احمدیہ ہی صحیح اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہے" (میئر نارتھ شکاگو)

واکیگن جماعت کے ایک احمدی مخلص نوجوان برادرم فہیم احمد صاحب کو Joey Isael نامی ایک شخص نے ۴ جولائی کو Zion کے پارک میں بغیر کسی وجہ کے گولیوں کا نشانہ بنا دیا تھا۔ ان کی اس اچانک وفات پر بعض سیاسی جماعتوں نے اپنا مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہی لیکن ہماری جماعت کی طرف سے ان کے جنازے کے موقع پر اور بعد میں بھی اخبارات کو مکمل طور پر اس بات کی یقین دہانی کروائی گئی کہ اسلام ہمارا مذہب ہے جو امن کی ضمانت دیتا ہے۔ اس لئے ہم کبھی بھی خود اس کا بدلہ لینے کے لئے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے ہاں انصاف کی کرسی پر بیٹھنے والوں سے ضرور ہم صحیح انصاف کی توقع رکھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے اس مخلص نوجوان کے خاندان کو ضرور آپ کی طرف سے انصاف ملے گا۔

اس سلسلہ میں نارتھ شکاگو، زائن، واکیگن کے میئر صاحبان سے ملاقاتیں کی گئیں اور ایک کانفرنس کا پروگرام بنایا گیا جس میں ان میئر صاحبان کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ Love for all. Hatred for none کے عنوان سے ایک اشتہار بھی شائع کر کے عام دعوت کے لئے تقسیم کیا گیا۔ برادر رشید احمد صاحب آف ملواکی نے خاص اہتمام سے اس کانفرنس کا اہتمام کیا۔

کانفرنس کے لئے زائن کی پبلک لائبریری کے ہال میں ۵ اکتوبر بروز منگل ساڑھے سات بجے کا وقت مقرر تھا۔ جماعت کی نمائندگی کے لئے محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کو دعوت دی گئی جو اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کانفرنس میں شرکت کے لئے ایک روز قبل واشنگٹن سے شکاگو تشریف لے آئے تھے۔ وقت مقررہ پر زائن کے میئر، نارتھ شکاگو کے میئر اور واکیگن میئر کے نمائندہ (واکیگن میئر ایک رات قبل حادثہ پیش آنے کے باعث شرکت نہ کر سکے تھے) نیز زائن پولیس کے سارجنٹ تشریف لے آئے تھے۔ پچہتر کے قریب افراد میں احمدی غیر احمدی اور عیسائی شامل تھے۔

کانفرنس کا آغاز خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ مہمانوں نے جماعت احمدیہ کے اس فعل کو بہت سراہا کہ انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے کر امن پسند شہری کا ثبوت دیا ہے اور یہ چیز انہوں نے اپنے مذہب اسلام سے سیکھی ہے۔

مکرم محترم امیر صاحب نے اپنے آدھ گھنٹے کی تقریر میں اسلام کی خوبیوں کو بیان فرمایا اور بتایا کہ اسلام تو امن چاہتا ہے اور امن کی ضمانت دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو مجسم رحمۃ للعالمین تھے جنہوں نے انسانیت کو زندہ کیا۔ باہمی اخوت و محبت کو فروغ دیا۔ ان کی پیروی میں ہمارے دلوں میں بھی محبت سب کے لئے ہے اور نفرت کسی سے نہیں۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں مکرم و محترم امیر صاحب کی طرف سے قرآن مجید انگریزی کا ترجمہ "دی فلاسفی آف دی ٹیچنگ آف اسلام اور احمدیت" بطور تحفہ پیش کیں۔ جسے انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ قبول کیا اور شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔ واکیگن کے اخبار The News Sun کا نمائندہ بھی موجود تھا۔ اس اخبار نے کانفرنس کی خبر کو پہلے صفحہ پر شائع کیا۔ ....

ظفر احمد سرور

مسجد احمدیہ پنسلوانیا میں ڈیڑھ صد طلبہ کی آمد

(بارک)

۱۳ نومبر ۱۹۸۶ء بلیک کے ایک سکول کی چھ کلاسز کے ڈیڑھ صد طلبہ مع اساتذہ مسجد میں تشریف لائے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلسہ منعقد ہوا جس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی جو مبلغ سلسلہ عبدالرشید یحییٰ نے کی۔ اس کے بعد اسلام میں اللہ تعالیٰ کا نظریہ کے موضوع پر مسز عائشہ شریف نے تقریر فرمائی خصوصاً اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں برادر محمد بشیر صاحب نے سادہ اور آسان الفاظ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر تبصرہ کیا۔ اور آخر میں محترم مشنری انچارج اور امیر جماعت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے اسلامی عقائد اور عبادات کا فلسفہ نہایت احسن پیرایہ میں طلبہ کو ذہن نشین کرایا۔ خطاب کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا جس کا سلسلہ نصف گھنٹہ تک جاری رہا جس سے طلبہ کی اسلام سے دلچسپی کا پتہ لگتا تھا خصوصاً طلبہ نے اسلام میں عورت کا مقام اور جہاد وغیرہ مسائل پر سوالات کئے۔ جن کے جوابات محترم شیخ صاحب نے تسلی بخش طور پر دیئے بالآخر اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور دوبارہ آنے کی خواہش ظاہر کی جس پر محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ ہاں ضرور تشریف لائیں ہمیں اس کی خوشی ہوگی۔ یہ تقریب ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور بالآخر طلبہ کو اسلام کے بارہ میں مناسب لٹریچر بھی دیا گیا۔

اس تقریب کو کامیاب بنانے میں خالد خان صاحب، سلیم عبدالمہیمن صاحب، مسز عائشہ شریف صاحبہ، اور برادر محمد بشیر صاحب نے خاص طور پر فرائض انجام دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

> ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
> جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

تحریکِ جدید کے ۵۳ ویں سال کے آغاز کا اعلان

اس دور میں پاکستان کی مالی قربانی دگنی ہوگئی ہے جبکہ بیرونی جماعتیں دس گنا آگے بڑھ چکی ہیں

خدا تعالےٰ آپ کو یقین دلاتا ہے کہ ہزار مخالفتوں کے باوجود آپ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۲ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا:- آج جماعت احمدیہ کی انجمنیں ہوں یا ذیلی تنظیمیں، وہ سب اس آیت کی مصداق نظر آتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد کا خدا کی راہ میں اپنی جانیں اور اپنے اموال پیش کرنا اور اپنے قیمتی متاع کو خدا تعالیٰ کے حضور قربان کرنا بہت ہی حسین منظر پیش کرتا ہے۔ اس آیت کے مطابق اموال کے ساتھ جان کی قربانی کے مواقع بھی پیش آتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک باقاعدہ وقفِ زندگی کا تعلق ہے، تحریک جدید انجمن احمدیہ سب سے بڑھ کر وقفِ زندگی کے نظام کی نمایاں مظہر ہے تاہم مالی لحاظ سے بھی یہ دوسری انجمنوں سے پیچھے نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا: آج تحریک جدید کے دفتر اول کا ۵۲ واں سال، دفتر دوم کا ۴۲ واں سال، دفتر سوم کا ۲۱ واں اور دفتر چہارم کا (جس کا میں نے گزشتہ سال اعلان کیا تھا) کا پہلا سال ختم ہو رہا ہے۔ روایت کے مطابق اکتوبر کے آخری جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ اس لئے آج میں دفتر اول کے ۵۳ ویں، دفتر دوم کے ۴۳ ویں، دفتر سوم کے ۲۲ ویں اور دفتر چہارم کے دوسرے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔

فرمایا: جن تنظیموں کے سپرد وصولی کی ذمہ داری تھی، انہوں نے بڑے خلوص سے اسے نبھایا ہے۔ جس کی تفصیل بیان کرنا یہاں ممکن نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی محنتوں کو خوب پھل لگایا ہے۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ وہ خدا جو اس زمانہ میں غیر معمولی طور پر ہماری قربانیوں کے پھل اس طرح بڑھا کر دے رہا ہے، وہ اُخروی زندگی میں بھی ہماری محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضور نے مختلف سالوں کا موازنہ کرتے ہوئے اور پاکستان میں موجودہ مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے افضال کا ذکر فرمایا کہ کس طرح جماعت نے ان حالات میں اپنا قدم ترقی کی جانب رواں دواں رکھا ہے۔ نیز بتایا کہ وہ عددوں میں جن جماعتوں نے نمایاں قربانی میں قدم بڑھایا ہے۔ ان میں سے کراچی، ملتان، ساہیوال پشاور، راولپنڈی اور بہاولنگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضور نے فرمایا، وہ اولین لوگ جو دفتر اول میں شامل ہوئے تھے، ان ہی کی قربانیوں کا پھل ہے کہ آج ساری دنیا میں جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ اور سو سے زائد ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان کے نام کے ساتھ ان کے کھاتوں کو بھی زندہ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اب ۱۱۵۰۰ کھاتے بحال ہو چکے ہیں اور گزشتہ سال ۳۲۵ مزید کھاتے بحال ہوئے ہیں۔

فرمایا: غیر ملکوں میں جماعت کے کثرت سے پھیلاؤ کی وجہ سے ان کھاتوں کو بحال کرنے کے لئے زیادہ تبلیغ نہیں ہوا کیونکہ نوجوان نسل میں سے اکثر کو اپنے محسنوں کا علم نہیں۔ اس لئے ذہن میں آیا کہ لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں سے روشناس کرایا جائے ان کے محسنوں کے بارے میں بتایا جائے۔ تحریک جدید کو جو ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ جن کھاتوں کو زندہ کرنا ہے اس میں سات لاکھ کا اضافہ کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے گیارہ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔

فرمایا، ایک اور بات کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی کہ جماعت کو اس آیت کے دونوں پہلو مدِنظر رکھنے چاہئیں کہ صرف مالی قربانی کا معیار ہی اونچا نہ کریں بلکہ افراد کی تعداد بھی بڑھائیں۔ اور مجاہدین کی تعداد میں اضافے کی کوشش کریں۔ جس طرح کل آمد میں اضافے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح مالی جہاد میں حصہ لینے والوں کی تعداد بھی بڑھانی چاہیئے۔ چنانچہ انہیں چودہ ہزار افراد کے اضافے کا ٹارگٹ دیا گیا تھا

اور اگر یہ چودہ ہزار بڑھاتے تو تعداد ساٹھ ہزار ہو جاتی۔ لیکن اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تعداد چھیاسٹھ ہزار ہو چکی ہے

فرمایا۔ دفتر چہارم میں ایک سال کے اندر ہی مجاہدین کی تعداد گیارہ ہزار چار سو پچاس ہو گئی ہے۔ اس میں اکثر بچے ہیں۔ اور کچھ نوجوان ہیں جو پہلے دفتر میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کی آئندہ نسلوں کی حفاظت کا انتظام بھی جاری ہو چکا ہے۔

بیرونی ممالک میں چندوں کے اضافہ میں پاکستان کی احمدیہ جماعتوں کے حالات کا براہِ راست دخل ہے۔ ساری دنیا کے مخالفین اگر مل جائیں اور جماعتِ احمدیہ کو ناکام کرنے کی کوشش کریں تو خدا تعالیٰ آپ کو یقین دلاتا ہے کہ ان کی ہر کوشش کے نتیجہ میں آپ ہمیشہ آگے بڑھیں گے۔ آگے بڑھیں گے۔ اور ہمیشہ آگے ہی بڑھتے چلے جائیں گے۔

وصول کی رفتار میں غیر معمولی اضافوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ وعدوں میں نمایاں اضافہ کرنے والی جماعتوں میں جرمنی صفِ اوّل میں ہے۔ کینیڈا کی جماعت دوسرے نمبر پر ہالینڈ تیسرے نمبر پر، برطانیہ چوتھے نمبر پر، اور امریکہ پانچویں نمبر پر ہے۔ بعد ازاں غانا آئیوری کوسٹ تنزانیہ اور یوگنڈا وغیرہ کا ذکر بھی فرمایا۔ کہ ان ملکوں نے قربانیوں میں آگے بڑھنے میں غیر معمولی رفتار بڑھائی ہے۔

اسی طرح حضور نے دیگر کوائف کا تفصیلی ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ دورِ رابع میں جس طرح غیر معمولی طور پر مخالفت بڑھی ہے اسی طرح افرادِ جماعت میں غیر معمولی طور پر قربانی کا جذبہ بھی بڑھا ہے چنانچہ چار سالہ مخالفت کے دور میں پاکستانی جماعتوں کی مالی قربانی دگنی ہو گئی ہے۔ اور بیرونی جماعتوں میں ان چار سالوں میں جماعت مالی قربانی میں دس گنا آگے بڑھی ہے۔ اور تحریک جدید کا چندہ دوسری مالی قربانیوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔

فرمایا: وقفِ نو کے میدان میں غیر معمولی اضافہ دکھائی دے رہا ہے طوعی کارکنان بڑے جذبہ کے ساتھ آگے آ رہے ہیں۔ اور مستقل وقفِ زندگی کی طرف بھی توجہ بڑھ رہی ہے۔ والدین اپنے بچوں کو وقف کر رہے ہیں اور وقف کرتے وقت انکے چہروں پر بشاشت ہوتی ہے۔ اس لئے بلاشبہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ یقیناً اس آیت کی مصداق ہے۔

فرمایا: ایک وہ جنت ہے جو بعد میں ملے گی۔ لیکن اسی دنیا میں بھی اس کے نظارے نظر آ رہے ہیں۔ پس اللہ کے فضل کے ساتھ ان وعدوں پر یقین رکھو کہ تم ہی ہو، جنہوں نے ساری کائنات کا نقشہ بدلنا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جن ملکوں میں ہم رہتے ہیں، وہاں کی مقامی زبان میں مقرر کو خطاب کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو ترجمے کا انتظام ہونا چاہیئے۔

نیز حضور نے فرمایا کہ ایک امر کا ذکر بھول گیا تھا۔ نئے سال کے آغاز کے موقع پر جماعتیں آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ امسال جماعتِ احمدیہ انگلستان نے نئے سال کے وعدے بھجوا دیئے ہیں۔ جب میں انگلستان آیا تھا تو یہاں کی جماعت کا تحریک جدید کا وعدہ ۳۵ ہزار پونڈ تھا۔ اگلے سال انہوں نے ۵۰ ہزار کر دیا اور امسال یہ وعدہ بڑھا کر ۷۰ ہزار پونڈ کر دیا ہے۔"

ایک اقتباس

"جو لوگ برکت پاتے ہیں ان کی زبان بند اور عمل ان کے وسیع اور مصلح ہوتے ہیں۔ پنجابی میں کہاوت ہے کہ "کہنا" ایک جانور ہوتا ہے۔ اس کی بو سخت ہوتی ہے اور "کرنا" خوشبودار درخت ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی چاہیئے کہ انسان کہنے کا قیمت کرکے بہت کچھ دکھائے جو زبان کام نہیں آتی۔ بہت سے ہوتے ہیں جو باتیں بہت بناتے ہیں اور کرتے ہیں نہایت سست اور کمزور ہوتے ہیں۔ صرف باتیں جن کے ساتھ روح نہ ہو وہ نجاست ہوتی ہے۔ بات وہی برکت والی ہوتی ہے جس کے ساتھ آسمانی نور ہو اور عمل کے پانی سے سرسبز کی گئی ہو۔ یہ انسان خود بخود ہی نہیں کر سکتا۔ چاہیے ہر وقت دعا سے کام کرتا رہے اور درد و گداز سے اور سوز سے اس کے آستانہ پر گرا رہے۔ اس سے توفیق مانگے ورنہ یاد رکھے کہ اندھا رہے گا۔

دیکھو جب ایک شخص کو کوڑھ کا ایک داغ پیدا ہو جاوے تو وہ اس کے واسطے فکرمند ہوتا ہے اور دوسری باتیں اسے بھول جاتی ہیں اسی طرح جس کو روحانی کوڑھ کا پتہ لگ جائے اسے بھی ساری باتیں بھول جاتی ہیں اور وہ سچے علاج کی طرف دوڑتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس سے آگاہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۴۶)

بقیہ صفحہ ۳ ------

تیسری آیت میں بچوں کی تربیت کا حکم

فرمایا۔ تیسری آیت ہمیں مستقبل میں لے جاتی ہے کہ شادی ایک ایسا ذمہ داری کا عہد ہے جس کا مطلب صرف ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی زندگی ہی گزارنا نہیں بلکہ اپنی نسل کو بھی بڑھانا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اسکی مزید تشریح کرکے فرمایا ہے کہ شادی کا مقصد صرف افزائش نسل ہی نہیں کیونکہ وہ تو جانور بھی کر رہے ہیں بلکہ مسلمانوں کی شادی کا اصل مقصد بہتر سے بہتر انسان پیدا کرنا ہے لہٰذا ہر نسل پہلی نسل سے بہتر پیدا کرنے کی کوشش کرو کیونکہ ہم اب بلوغت کے اس مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ جہاں اگر ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ پورا نہ کیا تو ہماری اولادوں کا مستقبل خراب ہو جائیگا کیونکہ ان نسلوں میں جہاں دونوں میاں بیوی کی خوبیاں ہوتی ہیں وہاں ان کی برائیاں بھی ہوتی ہیں لہٰذا ان پر قابو پانا نہایت ضروری ہے۔

فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ تم اپنی نسلوں کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہوگے۔ اگر تمہاری نسلیں خدا سے دور ہوتی گئیں اور ان کا شمار بہترین انسانوں میں نہ ہوا تو یہ صرف اور صرف تمہاری اپنی غلطیوں کا خمیازہ ہوگا جسکی وجہ سے تم خدا کے سامنے جوابدہ بھی ہوگے۔

فلاڈلفیا میں ایک عظیم الشان بک سٹال

انعام الحق کوثر

مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو فلاڈلفیا میں ایک عظیم الشان بک سٹال لگانے کا موقع ملا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغی لحاظ سے انتہائی کامیاب رہا۔ کم از کم ایک لاکھ افراد نے جماعت کا نام پڑھا اور بک سٹال پر لگے ہوئے بورڈ کو پڑھا۔ تقریباً دس ہزار کاپیاں لٹریچر کی تقسیم کیں۔ سٹال پر دو سے تین ہزار افراد آئے اور معلومات حاصل کیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اس کی تفصیلی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

فلاڈلفیا جو امریکہ کا چوتھا بڑا شہر ہے جس کی مجموعی آبادی تقریباً چالیس لاکھ کے قریب ہے۔ یہاں ہر سال ماہ اکتوبر میں ایک میلہ سا لگتا ہے جسے Super Sunday کا نام دیا گیا ہے اس میں گیارہ سے تیرہ لاکھ افراد شامل ہوتے ہیں یہ میلہ صبح گیارہ بجے سے لے کر پانچ بجے شام تک رہتا ہے بڑی بڑی کمپنیاں اپنے سٹال لگاتی ہیں اور مشہوری کے نکتہ نگاہ سے اپنی اشیا مفت تقسیم کرتی ہیں۔ کئی ہزار سٹال لگتے ہیں۔

گذشتہ سے پیوستہ سال یعنی اکتوبر ۱۹۸۴ء میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے سٹال لگایا تھا اس وقت کل آٹھ فٹ جگہ ہمارے پاس تھی۔ اس روز بھی کئی خدام و انصار نے ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا تھا خصوصی طور پر مسلم سن رائز۔ لیکن امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے بائیس فٹ جگہ حاصل کی گئی تھی جو سب سے زیادہ بارونق حصہ میں واقع تھی۔ اس سلسلہ میں مکرم سعادت عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری فلاڈلفیا جماعت کی ساعی قابل قدر ہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی مزید اس طرح فضل فرمایا کہ ساتھ کے پلاٹ کے دو مالکان نہ آسکے اور ہمیں کل چھیاسٹھ فٹ جگہ دستیاب ہو گئی۔

اس بک سٹال کی تیاری کے سلسلہ میں بائیس فٹ لمبا اور پانچ فٹ چوڑا بورڈ تیار کیا گیا جس پر کلمہ طیبہ کے علاوہ یہ لکھا گیا

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
THE PROMISED MESSIAH HAS COME
AHMAD OF QADIAN (INDIA) 1835-1908

یہ بورڈ سیاہ اور سفید رنگ میں انتہائی جاذب نظر تھا۔ اس کے نیچے اللہ اکبر کے تین سائن بورڈز اور درمیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اڑھائی تین فٹ بڑی تصویر آویزاں کی گئی تھی۔ اس کے نیچے ایک طرف سے لے کر دوسری طرف تک چھ فٹ اونچے بورڈ تیار کئے گئے تھے جن میں سے ایک پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تصویر اور ان کے وہاں دفن ہونے کا ذکر تھا۔ یہ بورڈ بھی بہت قابل توجہ رہا دیگر تمام بورڈوں پر مختلف معلوماتی چیزیں آویزاں کی گئی تھیں۔ سامنے کی طرف دائیں طرف جماعت کی مختلف تصنیفات کی ڈسپلے کیبنٹ رکھی گئی جس پر کتب سجائی گئیں اور بائیں طرف بڑے بڑے سائن بورڈ آویزاں کئے گئے۔ سامنے دو علیحدہ علیحدہ میزوں کی سیٹنگ تھی۔ جس میں سے ایک پر فری لٹریچر رکھا تھا اور اس پر ہر وقت دو تین خدام ڈیوٹی دیتے تھے۔ دوسرے بڑے ٹیبل پر جماعت کی مختلف کتب برائے فروخت رکھی گئی تھیں۔ سٹال کی سیٹنگ قابل دید تھی۔ پندرہ سے بیس خدام کا قافلہ ہر وقت ڈیوٹی پر حاضر رہے۔ سامنے میزوں پر پانچ سے سات افراد اور اطراف میں بھی دو دو تین تین خدام جبکہ اطفال پبلک کے اندر جا جا کر پمفلٹ تقسیم کرتے رہے۔

سب سے بڑا سائن بورڈ 5 × 22 جو تیرہ فٹ بلند تھا ہر کس و ناکس کی دور سے اس پر نگاہ پڑتی تھی خود اس کا مضمون لوگوں کو کھینچ لاتا تھا اور کافی لوگ ایسے تھے جو دور کھڑے ہو ہو کر اس کو پڑھتے رہے اور بڑی کافی تعداد میں لوگ سٹال پر آتے رہے اور جماعت سے متعلق معلومات لیتے رہے۔ ہمارے دوست انہیں معلومات بہم پہنچاتے رہے چنانچہ ٹی وی والے بھی آئے اور انہوں نے بورڈ اور پورے سٹال اور لوگوں کے آنے جانے کا منظر لیا اور پھر ایک مختصر سا انٹرویو لیا جو شام کی خبروں میں انہوں نے دکھایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر رش تھا کہ بمشکل گذرنے کا راستہ ملتا تھا۔ اور چونکہ لوگ سائن بورڈ کو پڑھنے کے لئے رک جاتے تھے اس لئے مزید رش ہو جاتا تھا۔ اندازاً ایک لاکھ افراد نے یہ سائن بورڈ پڑھا ہو گا۔ اور دس ہزار لوگوں تک ہمارا لٹریچر پہنچا۔ ان میں کافی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو خود ہمارے سٹال پر آئے۔ اور ہمارے ننھے منے اطفال نے بھی بڑی تعداد میں لوگوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اس موقع پر کار سٹکر LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE تین سو کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ اور یہ سٹکر ختم ہونے کے بعد دیر تک لوگ دوسروں سے پوچھ پوچھ کر وہاں پہنچتے رہے اور کافی امریکن احباب نے اپنے ایڈریس دیئے کہ انہیں یہ سٹکر بذریعہ ڈاک بھیج دیا جائے سٹال پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف مجالس عرفان اور خطبات جمعہ کی ویڈیو دکھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس موقع پر غیر از جماعت مسلمان اور خاص طور پر عرب مسلمان دوست بڑی تعداد میں سٹال پر آئے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ان کے پتہ جات لٹریچر کی ترسیل کے لئے لئے گئے۔

سٹال کی تیاری کے سلسلہ میں سب سے زیادہ محنت اور کوشش اور سعی مکرم رشید احمد صاحب نے کی وہ رات ڈیڑھ بجے تک مصروف رہے۔ اسی طرح مکرم سعادت عبداللہ صاحب نے اس سلسلہ میں بڑی سعی و کوشش کی مکرم منیر حامد صاحب پریذیڈنٹ فلاڈلفیا جماعت نے بڑی دلچسپی لی اور ہمہ وقت سٹال پر موجود رہے اور آنے جانے والے احباب کو سلسلہ سے متعارف کراتے رہے۔ مکرم شیخ نصیر الدین صاحب مبلغ فلاڈلفیا اور واشنگٹن بھی بڑی محنت سے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے اور جماعت سے متعارف کراتے رہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ علاوہ ازیں مکرم حسین عبدالعزیز صاحب نے سٹال پر آنے والے احباب کو بہت اچھے انداز میں تبلیغ کی۔ اسی طرح فلاڈلفیا و نیو یارک کے کمانی احباب نے بڑی محنت اور مستعدی اور اعلیٰ جذبہ کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنے فضلوں سے نوازے اور ان کی کوششوں کو ثمر بار کرے۔ اور لوگوں کے دل حق اور صداقت کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔

مجلسِ عرفان

مجلس عرفان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۵ جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد۔ یو کے۔

س: کیا قبروں پر پھول رکھنا جائز ہے

ج:۔ فرمایا انسان کا ہر عمل فطرت کے مطابق ہونا چاہیئے یہ ایک حقیقت ہے کہ قبریں مُردہ انسانوں کی آرام گاہ ہوتی ہیں اور مرے ہوئے انسان کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ اس کے ارد گرد کیا ہو رہا ہے۔ قبر پر پھول وغیرہ رکھنے سے قبر میں مدفون انسان کوئی لطف نہیں اُٹھا سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی زندہ انسانوں کے دلوں سے مرنے والے کی محبت ختم نہیں ہو جاتی۔ ان کا مرنے والے سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور قائم رہتا ہے اور وہ قبرستان جا کر اپنے اس تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ اگر قبریں صاف ستھری رکھی جائیں اور پودے قبرستان میں پھول اور درخت وغیرہ لگا کر اس کو اس قدر خوبصورت بنایا جائے کہ جو لوگ قبروں پر دعا وغیرہ کے لئے آتے ہیں ان کے لئے یہ جگہ باعث سکون و اطمینان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود حسین ہے اور خوبصورت چیزوں کو پسند فرماتا ہے لہٰذا قبرستان کو صاف ستھرا رکھنے اور اسے پھولوں اور درختوں سے خوبصورت بنانے میں کوئی مذہبی رکاوٹ نہیں۔ ہاں کسی ایک خاص قبر پر پھول وغیرہ اس نیت سے رکھنے کہ قبر میں مدفون شخص اس سے کسی قسم کی طراوت حاصل کرے گا غلط ہے۔ بعض اوقات کسی ایک قبر کو اس قدر پھولوں سے سجا دیا جاتا ہے کہ دیکھنے والے اس قبر کو خاص اہمیت کا حامل سمجھنے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ شرک کی راہیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ قادیان کا قبرستان تقسیم ملک سے قبل اور بعد میں بھی اس قدر خوبصورت حالت میں رکھا ہوا ہے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں اور ایک خاص قسم کا سکون قلب ملتا ہے۔ اگر قبرستان کو بالکل اجاڑ اور قبروں کو کھنڈرات کی حالت میں چھوڑ دیا جائے تو ایسے قبرستانوں میں جانے والوں کو خوف آتا ہے۔ چونکہ مشرق میں قبروں کو ویران اور اجاڑ چھوڑ دیا جاتا ہے اس لئے ان قبرستانوں کے ساتھ بھوت پریت وابستہ ہو جاتے ہیں۔ اسلام چونکہ میانہ روی کا مذہب ہے اس لئے یہ قبروں سے لاپرواہی کا سبق نہیں دیتا اور نہ ہی مرنے والوں کے احترام کے لئے قبروں کو صاف ستھرا رکھنے اور پھولوں سے اور درختوں سے خوبصورت بنانے سے روکتا ہے۔

س: حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے بزرگان کے مزاروں پر جا کر دعا کرنے کی کیا اہمیت ہے؟

ج:۔ فرمایا اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہمیں دعا کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے دعا کا ایک لازمی جزو صدق دل سے رقت کا طاری ہونا ہے خواہ وہ کسی ڈر اور خوف کی وجہ سے ہو یا کسی کی محبت کی وجہ سے۔ دل جب گداز ہو جائے تو دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا کے قبول ہونے کا امکان بہت زیادہ ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ کہ کون ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے جب کہ انسان سخت مایوسی کی حالت میں دعا مانگتا ہے۔ مضطر کا مطلب ہے کہ جب انسان کی ایسی حالت ہو کہ نجات کا رستہ اسے نظر نہ آتا ہو ایسے وقت میں جب وہ خدا کی طرف جھکتا ہے تو خدا اس کی سنتا ہے اور اس کو تکلیف سے نجات دلاتا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چند بت پرست سمندر میں سفر کرتے ہوئے سخت طوفان میں گھر گئے جب انہیں اپنے بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ایک خدا کو پکارنا شروع کیا کہ اے خدا تو ہمیں بچا لے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آئندہ تیرا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ صدق دل سے مانگی ہوئی دعا قبول کر لی ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ جا کر دوبارہ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے لیکن مصیبت انسان کے دل میں صدق اور رقت پیدا کر دیتی ہے اور ایسے وقت میں دل کی گہرائیوں سے نکل کر دعا شرف قبولیت حاصل کرتی ہے قبولیت دعا میں جذبات نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا جب ہم اپنے کسی پیارے کی قبر پر جاتے ہیں تو اس شخص سے دلی تعلق کی وجہ سے انسان کے دل میں خاص جذبات پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے آپ کو سوز و گداز کی حالت میں پاتا ہے لہٰذا جب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی قبر پر جاتے ہیں تو بار بار دل میں نہایت جذبات پیدا ہوتے ہیں اور رقت طاری ہو جاتی ہے۔ یہی وہ خصوصیت ہے جو دوسرے جذبات کے ساتھ مل کر قبولیتِ دعا کا موجب بنتی ہے۔ اس لئے ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہاں پر مانگی ہوئی دعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے صرف اور صرف یہی وجہ ہے ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کی نعشِ مبارک سے نزدیکی کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

کیا قرضہ دیتے ہوئے یہ شرط عاید کی جا سکتی ہے کہ قرضہ کی واپسی کے وقت اِنفلیشن کو ملحوظ رکھ کر زائد رقم ادا کی جائے؟

فرمایا۔ قرضہ کے متعلق سب سے پہلا اور ضروری امر یہ ہے کہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق قرضہ لیتے اور دیتے وقت قرضہ کی رقم اور اس کی شرائط کو باقاعدہ تحریر میں لانا چاہیے کہ قرضہ کب اور کس طرح واپس ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ قرآن کریم کی تعلیم کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے تکلیف اٹھاتا ہے باقی رہا یہ سوال کہ قرضہ کی واپسی کے وقت [illegible] کے حساب سے قرضے کی ادائیگی کی جائے تو میری رائے میں قرضے کی ادائیگی کے وقت اس کی قیمت کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس کی گنتی کے لحاظ سے قرضہ واپس کرنا ہوگا۔ قرضہ دینے والا جب ایک دفعہ قرض دے دیتا ہے تو پھر قرضہ لینے والا اس کے ساتھ جو چاہے کرے اس کا قرضہ دینے والے سے کوئی تعلق نہیں ہاں وہ قرضہ وقت مقررہ پر اس کی گنتی کے لحاظ سے واپس کر دینا ہی کافی ہے اگر کوئی قرضہ دینے والا یہ شرط لگائے کہ واپسی کے وقت انفلیشن کو مدنظر رکھ کر قرض واپس کیا جائے تو اسلامی عدالت میں ایسی شرط کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی کیونکہ اسلامی شریعت کے مطابق ایسی شرط جس کو دین فاسد قرار دیتا ہے کوئی حیثیت نہیں۔ لہٰذا اسلامی عدالت کا قاضی اس کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے۔

زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہو